ایچ آئی وی ماں سے بچے میں منتقلی

ماں سے بچے میں ایچ آئی وی انفیکشن کی منتقلی کو روکنے کے لئے کوششیں اور ترا کیب نکالنا صحت کے نظام کو بہتر بنانے اور ایڈز جیسی مہلک بیماری کو ختم کرنے کے لئے بہت ضروری ہے ۔ یونیسیف

دنیا میں ایڈز سے ہونے والے بحران پہ بہت نظریوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ایک طرف خواتین کی حالت ہے افریقہ میں اس وقت دس متاثرہ مردوں کے مقابلہ میں چودہ خواتین ایچ آئی وی کا شکار ہیں تو دوسری طرف آبادی کے کچھ حصے جیسے کے ایل جی بی ٹی گروہ یا پھر علاقائی لوگوں میں وائرس کا پھیلاؤ۔اس کے علاوہ ماں سے بچے کو ہونے والی ایچ آئی وی انفیکشن بھی ایڈز کے پھیلاؤ میں اضافہ کر رہا ہے۔

ایڈز اور ایچ آئی وی انفیکشن کے پھیلاؤ کی وجوہات میں سے ایک ماں سے بچے میں منتقلی ہے۔یہ دوران حمل یا زچگی کے وقت بچے کو لاحق ہوسکتا ہے عام طور سے یہ بچے کو جنم دیتے وقت یا دودھ پلانے کے دوران ماں سے بچے میں منتقل ہوتا ہے۔انفیکشن کو ہونے سے روکنے کے لئے بہت سے موثر طریقے ہیں جیسے کہ زچگی کے وقت کسی پیشہ ور اور قابل ڈاکٹر کا موجود ہونا جو خون مادر کو بچے کے خون میں جانے سے روک سکے۔اسی طرح آپریشن کے ذریعے لیکن اس کے لئے طبی نظام کو بہت بہتر کرنے کی ضرورت ہے خاص طور سے افریقہ جیسے مما لک میں جہاں اس وقت ایچ آئی وی سے متاثرہ پچانوے فیصد سے زیادہ حاملہ خواتین رہتی ہیں۔

دودھ پلانے کا دورانیہ کم کرنے سے یا اس کو بالکل ہی ختم کر دینے سے ایچ آئی وی کے انتقال میں کافی کمی واقع ہوئی ہے لیکن اس سے اور بہت سے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔اول افریقی خواتین کے لئے بچوں کو دو سال تک دودھ پلانا عام رواج ہے خاص طور سے اس کے حمل کو روکنے کے اثر کی وجہ سے۔اگر دودھ پلانے کے اس دورانیے کو کم کر کے چھ ماہ تک کر دیا جائے تو ایچ آئی وی وائرس پھیلنے کا خدشہ دو تہائی حصے کم ہوسکتا ہے لیکن اس کیلئے مکمل نظام کو بدلنا پڑے گا۔ماں کا دودھ پلانا افریقی خواتین

کے لئے بچوں کو خوراک دینے کا سب سے محفوظ طریقہ ہے کیونکہ اس طرح بچے کو اینٹی باڈیز ملتی ہیں جو اسے جراثیم سے بچاتی ہیں جبکہ فارمولا دودھ بنانے کیلئے صاف پانی بھی میسر نہیں ہوتا۔ ترقی پذیر ممالک میں فارمولا دودھ بنانے والی کمپنیوں کے جوڑ توڑ سے تو سبھی واقف ہیں۔ بعض کمپنیوں پہ تو عالمی صحت کی آرگینائیزیشن (WHO) نے اعتراضات بھی لگائے ہیں کیونکہ وہ دودھ کے ڈبوں پہ اقلیتی زبان میں لیبل لگانے میں ناکام رہیں اور وہ مائیں جو پڑھ نہیں سکتیں ان کیلئے تصویروں کی مدد سے ہدایات بھی نہیں لگا سکیں۔

فارمولا دودھ کی قیمت بھی اتنی بڑھ چکی ہے کہ بہت سے لوگ ناجانتے ہوئے بچے کو کم مقدار میں دودھ دیتے ہیں۔ ایسا دودھ جو کم مقدار میں ہو یا آلودہ پانی میں بنایا گیا ہو اس سے بچوں کو ڈائرھیا ہو سکتا ہے اور خوراک کی کمی کی وجہ سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ پہلے ماں کا دودھ ہی بچے کیلئے بہترین غذا تھی لیکن اب اسی کے ذریعے انفیکشن پھیلنے کا خطرہ ہے۔ تاہم وہ نومولود بچے جنہیں ماں کا دودھ نہ پلایا جائے ان کا اپنی زندگی کے پہلے دو ماہ میں مرنے کا خدشہ چھ گنا زیادہ ہے۔ دودھ پلانے کے ذریعے انفیکشن کو پھیلنے سے روکا جا سکتا ہے اگر چھاتی یا بچے کے منہ پہ کسی زخم کا فوراً خیال کیا جائے۔ لیکن اس کے لئے بھی ایک مضبوط طبی نظام کی ضرورت ہے جو بدقسمتی سے موجود نہیں ہے۔ کچھ ممالک جیسے کہ برازیل میں نئے اور موثر طریقے ڈھونڈے گئے ہیں مثلاً دودھ پلانے سے فوراً پہلے گرم کرنا یا نرس کا ماں کی جگہ دودھ پلانا لیکن ان سب کیلئے وسیع پیمانے پہ تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ ایچ آئی وی سے متاثرہ حاملہ عورتوں کیلئے معیاری علاج ادویات کے پورے کورس پہ مشتمل ہے جنہیں اینٹی ریٹروو ائیرلز (Antiretrovirals) کہتے ہیں۔ یہ عام طور سے زچگی سے پہلے یا اس کے دوران دی جاتی ہیں۔ اگرچہ یہ دوا موثر ثابت ہوئی ہے لیکن اس کے استعمال کے بارے میں اختلاف ہے۔ افریقہ میں بہت سے لوگ ایڈز سے بچاؤ کیلئے دواؤں کے استعمال پہ یقین نہیں کرتے نہ وہ اس بارے میں علم رکھتے ہیں اور نہ ہی دوائیں لینے کیلئے ان کے پاس صاف پانی موجود ہے۔ ماں سے بچے میں ایچ آئی وی انفیکشن کو روکنے کے لئے دوائیں بنانے والی کمپنیوں کا دواؤں کے استعمال اور عوامی صحت سے متعلق ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی بہت سے مشکل مسئلے سامنے آئے ہیں جیسے کہ AZT دوا کے مضر اثرات کے بارے میں پھیلنے والا شک۔ افریقہ میں ایڈز کا مقابلہ

کرنے میں ایک اور مشکل چین میں بننے والی نقلی دواؤں نے کھڑی کی ہے۔ یہ نقلی دوائیں استعمال کرنے والی خواتین کی اکثر موت واقع ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے دواؤں کے استعمال کے بارے میں مزید شک و شبہ پھیل رہا ہے۔

دواؤں کے استعمال میں جھجک ان کی قیمت کی وجہ سے بھی ہے جیسے کہ Nevirapine دوا کی ایک خوراک آٹھ امریکی ڈالر میں پڑتی ہے۔ انہیں وجوہات کی بنا پہ خواتین وہ دوائیں استعمال نہیں کر رہیں جن کی انہیں ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ Nevirapine ایچ آئی وی میں کئی بار غیر موثر ثابت ہوئی۔

جب خواتین پہلے سے ایچ آئی وی سے متاثر ہوں تو بچے میں اس کی منتقلی کو روکنے کیلئے اوپر بتائے گئے طریقوں پہ عمل کیا جاتا ہے۔ تاہم یہ تمام طریقے ایسے جوڑوں میں انفیکشن کو روکنے کے لئے ہیں جو والدین بننا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ایچ آئی وی سے متاثرہ عورتوں میں ناچاہے حمل کو روکنے کیلئے بھی ہیں۔

اس وقت دنیا میں تقریباً ایک فیصد حاملہ خواتین ایچ آئی وی کا شکار ہیں اور یہ تمام ترقی پذیر ممالک میں رہتی ہیں جہاں مناسب طبی سہولتیں موجود نہیں ہیں۔ اس وقت 700,000 بچے ہر سال ایچ آئی وی کا شکار ہوتے ہیں یا تو حمل کے دوران یا زچگی کے وقت یا ماں کے دودھ پلانے سے۔ اس وقت دنیا میں پانچ کروڑ ایچ آئی وی سے متاثرہ بچے موجود ہیں جن کی زیادہ تعداد ترقی پذیر ممالک میں ہے۔ ایسے میں مستقبل کے حالات دیکھنا مشکل نہیں۔ وہ بچے جو ایچ آئی وی متاثرہ عورتوں سے پیدا ہوتے ہیں وہ چھوٹی عمر میں ہی یتیم ہو جاتے ہیں اور غربت اور تعلیم کی کمی کا شکار ہوتے ہیں۔ ایسے بچے اکثر سڑک پہ آ جاتے ہیں اور چوری کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ صرف جنوبی افریقہ میں ہی ایک   کروڑ ایسے بچے موجود ہیں۔ اگر یہ بچے خود ایچ آئی وی کا شکار ہوں تو ان کے زندہ رہنے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔ ایسے طبی اور معاشی بحران کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔

افریقہ میں پچیس سال سے کم عمر کی خواتین میں پانچ میں سے ایک عورت ایچ آئی وی کا شکار ہے۔ تعلیم کی کمی اور ماں کے دودھ پلانے کے رواج کی وجہ سے یہ مسئلہ حل کرنے میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہے۔ نئے منصوبے بنائے جائے رہے ہیں جن میں رازداری سے ایچ آئی وی کا ٹیسٹ کیا جائے اور حاملہ عمر کی عورتوں کو تعلیم دی جائے تاکہ اس مہلک مرض کے بارے میں جو بھی غلط فہمی ہے اسے دور کیا جائے۔ کچھ افریقی ممالک جیسے کہ Botswana اور Lesotho میں خواتین کو حمل کے دوران ٹیسٹ نہ کرانے کا اختیار دیا جا رہا ہے جو کہ امریکہ کے سنٹر فار ڈزیز کنٹرول کی طرف سے تجویز کردہ ہے۔ یہ تمام طریقے ماں اور بچے کی مدد کیلئے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ انہیں اپنی خود کی صحت کی خیال رکھنے کیلئے تعلیم دینا ضروری ہے۔